- کیامدارس اپنے نہج پر قائم ہیں؟
- مہتمم/متولی کا وقف کے اموال میں خیانت
- کیامدارس کے نام پر جمع شدہ رقم کا استعمال معیار کے مطابق ہے؟
- کیامدارس سے فارغ التحصیل علماء واقفین کے معیار کے مطابق ہیں؟
- کیاسوشل میڈیاپر پیش ہونے والے طلبہ مدارس کی حقیقی ترجمانی کرتے ہیں؟
- موجودہ حالات میں مدرسہ کے لیے ایک مہتمم بہتر ہے، یاشوری؟
- موجودہ نہج پر برقرار مدارس کی ضرورت کہاں تک درست ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایسے حالات میں جب کہ بالعموم بددیانتی عروج پرہے، تقویٰ اوربزرگی کافقدان ہے، عوام الناس کیابڑے بڑے دیندار اوقاف کے معاملات میں بددیانتی کے مرتکب ہوتے ہیں،اہل مدارس (منتظمین/مہتمین) طلبہ اورمدرسین کے حقوق میں کوتاہیاں کرتے نظرآتے ہیں،اساتذہ کے انتخاب میں کوتاہی سے لے کر طلبہ کے حقوق تک متاثرہوتے نظرآتے ہیں، نااہل اساتذہ کاانتخاب کرتے ہیں، کبھی بلااجرت صرف تعلقات یازیادہ چندہ دلانے کی بنیادپر، یاقرابت اوررشتہ داریوں کوبنیادبناکرانتخاب عمل میں لایاجاتاہے، کبھی کم اجرت پرملنے والے حضرات کوترجیح دی جاتی ہے،جس کی وجہ سے ایک تو مدرسہ/وقف ادارے کانقصان ہوتاہے ،دوسراایسے اساتذہ طلبہ کوکماحقہ پڑھانے کے لائق نہیں ہوتے ہیں،نہ طلبہ کی علمی اخلاق اورروحانی تربیت ہوتی ہے،نہ ہی ان کی استعدادپراساتذہ کواعتمادہوتاہے۔

ایسے حالات میں پوچھنایہ ہے کہ :

- کیاطلبہ کے لیے مہتمم کالوگوں سے چندہ کرنا، یالیناشرعاجائزدرست ہے، یانہیں؟ جب کہ چندہ دہندگان عموما اس نیت سے دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نائبین تیارہوں گے اورفی الواقع نہ چندہ ان پرمکمل صرف ہوتاہے،نہ ان کے اساتذہ پر۔۔۔۔۔حالانکہ چندہ انہی کے نام پرہوتاہے؟
  - مہتمم وغیرہ کے لیےجب طلبہ اورمدرسہ کی سالانہ ضرورت پوری ہو،ضرورت سے زائدرقم لوگوں سے لینایااضافی چندہ کرناجائزہے یانہیں؟جب کہ قریب کے دیگرمدارس میں طلبہ کی بنیادی ضروریات اوراساتذہ کی تنخواہیں پوری نہیں ہوتیں؟
- اوپرذکرکردہ بددیانتی کی عمومی صورتحال میں مدرسہ کاایک مہتمم ،متولی بہترہے، یاشوری ہونابہترہے،جس میں ایک آدمی کی رائے معتبرنہ ہو؟غرض نقدرقم یادیگراہم فیصلوں میں ایک آدمی کا اختیاربہترہے،یاشوری کا؟اوراگرایک آدمی ہواوربددیانت ہواس کے ساتھ کیامعاملہ کیاجائے؟مثلا: ضروریات مختلف پروگراموں میں مدرسہ کی رقم صرف کرناکوشریعت اوراسلام کے مزاج کے موافق نہ ہو۔
- طلبہ کرام اللہ تعالی کے رسول مقبول ﷺ کے مہمان ہوتے ہیں،کیاان مہمانوں کے لیےلوگوں کے مال کامیل کچیل (زکوۃ) کی رقم جمع کرنااوران پرصرف کرنامہمانان رسول ﷺ کی توہین کے زمرے میں داخل ہے، یانہیں؟
- موجودہ حالات میں ایسے علاقوں میں جہاں مدارس کی تعدادزیادہ ہووہاں دیگرمدارس قائم کرناکس حدتک درست ہے؟

الجواب حامداو مصلیا

دینی مدارس اسلام کی بقااور تحفظ کے ضامن ہیں، یہاں ہر چار دانگ عالم شریعت کی ضوافشانی ہو رہی ہے، ہر سوئے عالم سے قال اللہ (جل جلالہ) اور قال رسول اللہ (ﷺ) کے چرچے بلند ہو رہے ہیں، یہاں سے دین اسلام کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر آقائے دوعالم، سرور کونین، ہادی عالم ﷺ کو معلم کا لقب دیا جانا مدارس کی اہمیت اور شہرت کے لیے کافی ہے، آپ ﷺ نے سب سے پہلا مدرسہ مکہ مکرمہ ہی میں دار ارقم میں قائم فرمایا۔۔۔چنانچہ رفتہ رفتہ ہر طرف مدارس کا ایک جال بچ گیا، ہر دور کے نیک سیرت حکمرانوں نے بھی اس مبارک عمل کو سینہ سے لگایا، ان کو مزید فروغ دیا، اساتذہ اور طلبہ کے لیے وظائف جاری کیے۔۔۔لیکن بدقسمتی سے جب خلافت کے بجائے جمہوریت نے اپنے پنجے گاڑلیے، تومدارس کا سلسلہ بیت المال اور حکومت سے کٹ گیا۔ علماکرام اپنی مدد آپ کے تحت دین اسلام کی سربلندی کے لیے کمر کس ہوئے، لیکن پھر بھی یہ جال مزید پھیلتا رہا، عوام نے ان کو پانی کے بجائے خون سے سینچا، یہاں سے دشمنان اسلام کی سرکوبی کے لیے مایہ ناز مجاہد، علم کا شمع روشن کرنے والا مدرس، ہر طرف دین کی صدا بلند کرنے والا مبلغ اور خواہشات نفسانی اور شیطانی حملوں سے بچاؤ کے لیے تزکیہ نفس کرنے والا صوفی تیار ہوتا رہا۔۔۔۔دیوبند کا باورچی بھی صاحب نسبت تھا۔۔۔

قصہ مختصر باغ کا پاسبان نہ رہا، یہاں پھولوں کے ساتھ کانٹوں نے بھی جگہ گھیر لی، شرعی لبادہ میں راہزن کو بھی موقع ملا، سستی شہرت، نام ونمود، اساتذہ کی بنیادی ضرورتوں میں کوتاہیاں، طلبہ کو اکابرین کے نہج پر پڑھانے والے اساتذہ کا فقدان، ترجیحی بنیادوں پر ہونے والے اساتذہ کا انتخاب، طلبہ کی خاطر جمع شدہ چندہ میں مہتمم کا غیر متعلقہ مہمانوں کا خاطر تواضع، غیر ضروری اور اصلاح سے خالی پروگراموں پر بے تحاشا اخراجات ۔۔۔۔اس لیے موجودہ حالات کے پیش نظر مدارس کو شریعت کی زاویہ نگاہ سے پرکھنا لازمی ہے۔

مختصر طور پر مدارس کی تین قسمیں بنائی جاسکتی ہیں:

- نفع عام اور تام ہو۔
- نفع عام اور غیر تام ہو۔
- نفع غیر عام اور غیر تام ہو۔

پہلی قسم کے مدارس کو فروغ دینا چاہیے اور ہر فلیٹ فارم پر اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ کیونکہ خیر کی طرف راہنمائی کرنے والا بھی خیر ہی کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

دوسری قسم کے مدارس والوں کی اصلاح ہونی چاہیے۔بصورت دیگر تنبیہ کرنی چاہیے۔

نوٹ: اصلاح اور تنبیہ کون کرے۔۔۔۔۔؟تفصیل آگے آئے گی۔

تیسری قسم کے مدارس والوں کی ہر حال تنبیہ کرنی چاہیے۔بصورت دیگران کے خلاف عمومی سطح پر آواز اٹھانی چاہیے اور ہر فلیٹ فارم پر اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے،کیونکہ یہ ذاتی رقم نہیں ہے،جس میں ایک فرد کے ساتھ خیانت شمار ہوتی ہو ،بلکہ یہ عمومی رقوم کی خیانت ہے اور خیانت ثابت ہونے پر اس کی صرف معافی قابل قبول نہیں ہے،بلکہ اس کا ضمان بھی دینا ہوگا۔

ذیل میں چند فقہی عبارتیں لکھی جاتی ہیں،جس سے بخوبی واضح ہوگا،کہ وقف اموال میں متولی اور نگران کی ذمہ داری کہاں تک ہے؟

''عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال:کان یولی اقواماکثیرا ولذی القربی ٰ صدقۃ عمر،فاذارای منہم خیراالقربہم ،وان کان غیرذلک عزلہم۔''

(اعلاء السنن،ولایۃ الوقف ،باب لایولی الامین عادل اوذورای215/13،ط:دارالکتب العلمیۃ)

''۔۔۔۔لمافیہ من تغییرحکم الشرع ومخالفۃ شرط الواقف واعطا ءالوظائف من تدریس وامامۃ الی غیر مستحقہا۔۔۔''

(الفتاوی الشامیۃ:کتاب الوقف،585/6،ط:رشیدیہ)

''اذا ولی السلطان مدرسا لیس باہل لم تصح تولیتہ؛لان فعلہ مقید بالمصلحۃ۔''

(مذکورہ بالاماخذ:586/6)

(مطلب:للقاضی ان یدخل مع الناظرغیرہ بمجردالشکایۃ:672/6)

۔۔۔۔آخذامن قول الخصاف ان طعن علیہ فی الامانۃ ،لاینبغی اخراجہ الابخیانۃ ظاہرۃ۔۔۔

(الشامیۃ:کتاب الوقف:672/6،ط:رشیدیہ)

''ذہب الحنفیۃ الی انہ لاتلزم محاسبۃ ناظرالوقف فی کل عام ،ویکتفی القاضی منہ بالاجمال لوکان معروفا بالامانۃ،فلوکان متہمایجبرہ القاضی علی التعین شیئا فشیئا،ولایحبسہ بل یہددہ ولواتہمہ یحلفہ۔۔۔''

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ،ثانیا:محاسبۃ ناظرالوقف:344/36)

قال فی البحر:

''واستفید من عدم صحۃ عزل الناظر بلاجنحۃ عدمہالصاحب وظیفۃ فی وقف بغیرجنحۃ ،وعدم اہلیۃ۔۔۔''

(ردالمحتار،مطلب:لایصح عزل صاحب وظیفۃ بلاجنحۃوعدم اہلیۃ)

اماالواقف فلہ عزل الناظرمطلقابہ یفتیٰ۔

(ردالمحتار،مطلب:فی عزل الناظر)

''واذاکان المتولی علی وقف بر یکتب مقبوضہ ومصروفہ کل سنۃ بمعرفۃ القاضی بموجب دفترممضی بامضائہ فیعمل بدفاتر المحاسبۃالممضاۃ بامضا القضاۃ ولایکلف المحاسبۃ ثانیا۔''

(مذکورہ بالاماخذ)

(تنقیح الحامدیۃ:203،204/1)

''امالوکان متہما فان القاضی یجبرہ علی التفسیر شیئافشیئا،ولایحبسہ ولکن یحضرہ یومین اوثلاثۃ ،ویخوفہ ویہددہ ان لم یفسر،فان فعل فبہا،والایکتفی منہ بالیمین۔''

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ،ثانیا:محاسبۃ ناظرالوقف:421/44)

''لماروی البخاری:ان رسول اللہ ﷺ استعمل رجلا من الاسد علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن اللتبیۃ،فماجا ء حاسبہ۔''

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ،ثانیا:محاسبۃ ناظرالوقف:347/36)

مذکورہ بالاعبارتوں سے واضح ہوا،کہ خیانت اور بے جااخراجات، نااہل اساتذہ کاانتخاب، محض دکھانے کے لیے طلبہ کی تعداد بڑھانا، یاکم تعداد کودوگنا دیکھانا، محض طلبہ کی کثرت کی خاطر چندہ میں زبردستی کرنا، یامشتبہ کمائی والے افراد سے چندہ وصول کرنا، مشترکہ اموال میں سے قابض کاچندہ دینااور دوسروں کااس پر راضی نہ ہونا، یامشترکہ جائیداد میں بہنوں کا حق نہ دینے والے سے چندہ مانگنا؛ مشترکہ اموال میں نابالغ بہن بھائیوں کے ہوتے ہوئے بڑے کامشترکہ سرمایہ سے چندہ دینااور سوشل میڈیاکے ذریعے ایسے عربی،ارداوانگریزی مقررین پیش کرنا،جومدرسہ کے حقائق کے خلاف ہو،جس میں عام لوگ یہ تاثرلیتے ہو،کہ واقعی یہاں پر عربی ،انگریزی اوراردوداں تیارہوتے ہیں،جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہو۔۔۔۔ اساتذہ اور طلبہ کاصرف قیل قال اورایسے فنون میں اپنی ساری توانیاں خرچ کرنا،کہ جس سے علاقہ میں درپیش رسومات ،بدعات اور مسلمانوں کے گھریلوتنازعات میں شرعی فیصلے نظرانداز ہوتے ہوں انتہائی غورطلب چیزیں ہیں،جس سے نہ صرف علماء کی بے احترامی میں اضافہ ہواہے،بلکہ بڑے شیوخ اور مفتیان حضرات بھی عوام کے ہاں میں ہاں ملاکران کے نقش وقدم پر چلنے لگے ہیں اورہرایسے شرعی امورسے اجتناب کرتے ہیں،جس سے ان کی عزت،احترام، عوامی مخالفت کا سامنااوریا طلبہ کے چندہ پرزدپڑتاہو۔۔۔۔۔

نوٹ: مذکورہ بالاخامیاں ایسی عیاں اورر ونماں ہیں،جن سے انکار کرناسورج کوانگلی سے چھپانے کے مترادف ہے

لہٰذا:

- ❖ طلبہ کے لیے مہتمم کالوگوں سے چندہ کرنے ایسی صورت میں درست نہیں ہے،جب چندہ دہندگان عموما اس نیت سے دیتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے نائبین تیار ہوں گے اور فی الواقع نہ چندہ ان پر مکمل صرف ہوتا ہو،اور نہ ہی ان کے اساتذہ پر صرف ہوتا ہو۔
- ❖ مہتمم وغیرہ کے لیے جب طلبہ اور مدرسہ کی سالانہ ضرورت پوری ہو،ضرورت سے زائد رقم لوگوں سے لینا یا اضافی چندہ کرنے میں قدر تفصیل ہے:
  - اگرچندہ کی رقوم عطیات یا نفلی صدقات پر مشتمل ہوں ،توضرورت نہ ہونے کے باوجود لینادرست ہے۔اس لیے کہ نفلی صدقات ، تحفہ وتحائف اور ہبہ وغیرہ کالینا مطلقا مالدار کے لیے درست ہے۔
  - اگرچندہ کی رقم زکوۃ کی مد پر مشتمل ہو۔تو بوجہ ضرورت کے لینادرست ہے۔

<u>"ضرورت" کی شرائط:</u>

- ✓ ضرورت درپیش ہو۔
- ✓ اس کے علاوہ کوئی جائز متبادل نہ ہو۔
- ✓ وہ ضرورت اسلام کے کسی بھی حکم کا مخالف نہ ہو۔
- ✓ اور وہ ضرورت بقدر ضرورت ہو۔
- ✓ متبادل سے ضرورت کاازالہ یقینی ہو۔

"شروط الضرورة :
ليس كل من ادعى الضرورة يسلَّم له ادعاؤه، أو يباح له فعل الحرام، وإنما لابد من توافر شروط أو ضوابط للضرورة، وهي ما يأتي :
1 - أن تكون الضرورة قائمة لا منتظرة في المستقبل، أي أن يحصل في الواقع خوف الهلاك على النفس أو المال بغلبة الظن بحسب التجارب، أو التحقق من خطر التلف،
2- أن يتعين على المضطر ارتكاب المحظور الشرعي أي ألا يكون هناك وسيلة أخرى من المباحات لدفع الخطر إلا تناول الحرام.
3- ألا يخالف المضطر مبادئ الإسلام، فلا يحل الزنا والقتل والكفر والغصب بأي حال؛
4- أن يقتصر في رأي الجمهور على الحد الأدنى أو القدر اللازم لدفع الضرر
5 - أن يصف المحرم ـ في حال ضرورة الدواء ـ طبيب عدل ثقة في دينه وعلمه، وألا يوجد من غير المحرَّم علاج آخر، يقوم مقامه.ولا يتقيد الاضطرار بزمن مخصوص لاختلاف الأشخاص في ذلك ."

(الفقه الاسلامی : تعريف الضرورة وحكمها)

جب قریب کے دیگر مدارس میں طلبہ کی بنیادی ضروریات اوراساتذہ کی تنخواہیں پوری نہیں ہوتی ہوں۔اوران مدارس کا نفع عام اورتام ہو۔تو مہتمم صاحب کا ضرورت سے زائد رقم لینادرست نہیں ہے۔

تاہم اگر مہتمم صاحب نے ضرورت سے زائد رقم بطور چندہ لی ہو،تواس کی دوصورتیں ہیں:

- ✓ مدرسہ کو زائد رقم کی ضرورت ہو، تو استعمال درست ہے۔
- ✓ زائد رقم کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے، تو قریب کسی مدرسہ کو حوالہ کرے۔

❖ اوپر ذکر کردہ بد دیانتی کی عمومی صورتحال میں مدرسہ کا ایک مہتمم / متولی کے بجائے شوری ہونا بہتر ہے، جس میں ایک آدمی کی رائے معتبر نہ ہو۔۔۔۔۔ غرض نقد رقم یا دیگر اہم فیصلوں میں ایک آدمی کے اختیار ہونے سے شوری بہتر ہے اور اگر ایک آدمی ہو اور بد دیانت ہو، مثلا: مختلف پروگراموں میں مدرسہ کی رقم صرف کرتا ہو، جو شریعت اور اسلام کے مزاج کے موافق نہ ہو۔ اس کی اصلاح / محاسبہ کے لیے بہتر یہی ہے، کہ نیک سیرت علما کی جماعت تشکیل ہو جائیں، جو باقاعدہ وفاق المدارس العربیہ کی طرف سے خود مختار ہو، وہ جماعت اس مہتمم کے سالانہ اخراجات، طلبہ کی تعداد اور معیار کا محاسبہ کرے۔ اور اس طرح وفاق المدارس کے لیے آسان بھی ہے، سنٹرل اور پروینشل اور زونل سطح پر احتسابی کمیٹیاں بنائی جائیں، جو وقتا فوقتا ان مدارس کا معائنہ کرے، جہاں اصلاح کی ضرورت ہو، وہ اصلاح کرے۔

❖ طلبہ کرام اللہ تعالی کے رسول مقبول ﷺ کے مہمان ہوتے ہیں، ان مہمانوں کے لیے لوگوں کے مال کا میل کچیل (زکوۃ) کی رقم جمع کرنے کی بجائے خود کفیل طلبہ اپنی ذاتی آمدنی سے ضروریات زندگی پوری کریں، ہو سکے تو دیگر طلبہ کی ذمہ داری بھی اپنے بساط کے مطابق قبول کریں، (اس بات کی دعوت ہر فلیٹ فارم پر دی جائے، تو شاید لوگ قبول کرے۔) بصورت دیگر عوام صدقات وعطیات دیدے، تاکہ صاف غذا سے تقوی کو مزید تقویت ملے، لیکن جب تک لوگوں کے رجحانات مدارس دینیہ کی طرف نہ ہو، تب تک زکوۃ بوجہ مجبوری کے لینا اور طلبہ پر پر صرف کرنا مہمانان رسول ﷺ کی توہین کے زمرے میں داخل نہیں ہے۔

❖ موجودہ حالات میں ایسے علاقوں میں جہاں مدارس کی تعداد زیادہ ہو، وہ صحیح نہج پر چل رہے ہوں، ان کو مزید بڑھانے چاہیے، تاکہ بڑھتی آبادی کے ساتھ دینی فریضہ بھی سرانجام دیا جاتا ہو۔ البتہ جہاں لوٹ مار ہو، مدارس کے درمیان رسہ کشی ہو، وقف کی رقم میں خیانت کا ارتکاب ہوتا ہو، وہاں صرف ضرورت کی حد تک مدرسہ کا قیام ضروری اور درست ہے۔

یاد رہے:

عربی عبارتیں اگرچہ حاکم وقت / قاضی کے متعلق ہیں کہ وہ نگران اور متولی کی اصلاح کرے، بصورت دیگر اس سے وقف کے املاک ضبط کرے۔ تاہم دور حاضر میں جب تک نظام خلافت نہ ہو، تو مدارس کے اوقاف اور اصلاحات کی ذمہ داری علما کرام کی بنتی ہے۔ اور بہت سارے فتاوی میں درج ہے: کہ دور حاضر میں ضرورت کی وجہ سے عالم کی حیثیت ایک قاضی کی ہوتی ہے۔

قال فی '' التنقیح الحامدیۃ'':

''لان فتوی الفقہ للجاہل بمنزلۃ القاضی۔''

(بحوالہ، فتاوی دارالعلوم دیوبند: کتاب النکاح، فصل دوم: 113/8)

''قال العلامہ عبدالحی اللکنوی: ----والعالم الثقہ فی بلدہ لاحاکم فیہ قائم مقامہ۔''

(عمدہ الرعایہ علی ہامش شرح الوقایہ ،بیان رؤیہ ہلال صوم:309/1)

واللہ اعلم بالصواب۔

سید کلیم اللہ۔